محمد شفیق کوکب

ماہِ ربیع الاول کے اہم واقعات! [1 نبوی تا 11 ہجری]

[غزوات وسرایا]

◉ غزوہ بواط [ربیع الاول 2 ہجری]

رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاوّل ۲ ہجری کے شروع میں ۲۰۰ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ اس مہم کا ہدف قریش کا ایک قافلہ تھا جس میں امیہ بن خلف کے ساتھ قریش کے ایک سو آدمی اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے۔

آپ ﷺ بواط پہنچے یہ جگہ جہینہ کے پہاڑی سلسلے میں علاقہ رضویٰ اور شام کے راستے کے متصل ذی خشب کے قریب ہے۔ لیکن کوئی معاملہ پیش نہ آیا۔ اس غزوے کے دوران حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینے کا امیر بنایا گیا تھا اور اس سریہ کے علمبردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ [طبقات ابن سعد:۸/۲]

◉ غزوہ سفوان (بہ تلاش کرز بن جابر فہری) [ربیع الاول 2 ہجری]

رسول اللہ ﷺ نے کرز بن جابر فہری کی تلاش میں ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کا تعاقب کیا، کیونکہ اس نے مشرکین کی ایک مختصر سی فوج کے ساتھ مدینے کی چراگاہ پر چھاپہ مارا اور کچھ مویشی لوٹ لئے۔ اس کے تعاقب میں بدر کے اطراف میں واقع وادی سفوان تک تشریف لے گئے، لیکن کرز بن جابر اور اس کے ساتھیوں کو نہ پا سکے۔

اس غزوہ کے دوران مدینے کی امارت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی لشکر کا عَلَم سفید تھا اور علمبردار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ [طبقات ابن سعد:۲/۳۱،الرحیق المختوم:۳۲۹]

◉ سریہ قتل کعب بن اشرف [ربیع الاول 3 ہجری]

یہودیوں میں یہ شخص وہ تھا جس کی اسلام اور اہلِ اسلام سے نہایت سخت عداوت تھی اور نبی کریم ﷺ کو اذیتیں پہنچایا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف جنگ کی کھلم کھلا دعوت دیتا پھرتا تھا۔

اس کا تعلق قبیلہ طی کی شاخ بنونبھان سے تھا یہ بہت مالدار شخص تھا عرب میں اس کے حسن و جمال کا شہرہ تھا۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور سردارانِ قریش کے قتل کی خبر ملی تو بے ساختہ بول اٹھا: کیا واقعتاً ایسا ہوا؟ یہ عرب کے اشراف اور لوگوں کے بادشاہ تھے۔ اگر محمد نے ان کو مار لیا ہے تو روئے زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے۔

جب اسے یقینی طور پر اس خبر کا علم ہوگیا تو اللہ کا یہ دشمن رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو اور دشمنانِ اسلام کی مدح سرائی پر اتر آیا۔ پھر مشرکین کی غیرت کو بھڑکانے، ان کی آتش انتقام تیز کرنے اور نبی کریم ﷺ کے خلاف آمادہ جنگ کرنے کیلئے اشعار کہہ کر ان سردارانِ قریش کا نوحہ و ماتم شروع کردیا جنہیں بدر میں قتل کرکے کنویں میں پھینک دیا گیا تھا۔ ابوسفیان اور مشرکین نے اس سے دریافت کیا کہ ہمارا دین تمہارے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا محمد اور اس کے ساتھیوں کا؟ کعب نے کہا: تم لوگ ان سے زیادہ ہدایت یافتہ اور افضل ہو۔ اسی وجہ سے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡجِبۡتِ وَالطَّاغُوۡتِ وَيَقُوۡلُوۡنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هٰٓؤُلَاۤءِ اَهۡدٰى مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا سَبِيۡلًا ﴾ [النساء:۵۱]

''تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا ہے کہ وہ جبت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں سے بڑھ کر ہدایت یافتہ ہیں۔''

کعب بن اشرف مدینہ آیا تو یہاں آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتوں کے متعلق واہیات اشعار کہنے شروع کیے یہی حالات تھے جن سے تنگ آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو کعب بن اشرف سے نمٹے، کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے۔

جواب میں محمد بن مسلمہ، عباد بن بشر، ابو نائلہ جن کا نام سلکان بن سلامہ تھا جو کعب کے رضاعی بھائی تھے۔ حارث بن اوس اور ابو عبس بن جبر نے رضی اللہ عنہم خدمات پیش کیں اس مختصر سی جماعت کے کمانڈر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔

۱۴ ربیع الاوّل ۳ ہجری کو یہ مختصر دستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر جاؤ۔ اور دعا کی اے اللہ! ان کی مدد فرما پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز و مناجات میں مشغول ہو گئے۔

یہ مختصر سا دستہ کعب بن اشرف کے قلعے کے دامن میں پہنچا تو اسے ابو نائلہ نے قدرے زور سے آواز دی۔ آواز سن کر ان کے پاس آنے کے لئے اٹھا تو اس کی بیوی نے جو ابھی نئی نویلی دلہن تھی نے کہا: اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس سے گویا خون ٹپک رہا ہے۔

کعب بن اشرف نے کہا: یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور میرا دودھ کا ساتھی ابو نائلہ ہے وہ باہر آ گیا۔ خوشبو میں بسا ہوا تھا اور سر سے خوشبو کی لہریں پھوٹ رہی تھیں۔

ابو نائلہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو کہہ رکھا تھا کہ جب میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں اور دیکھنا کہ میں نے اس کو قابو کر لیا ہے تو اس پر پل پڑنا اور اسے مار ڈالنا۔ ابو نائلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آج جیسی عمدہ خوشبو تو میں نے کبھی دیکھی نہیں۔ یہ سن کر کعب کا سینہ فخر سے تن گیا۔ کہنے لگا: میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ خوشبو والی عورت ہے۔ ابو نائلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اجازت ہو میں ذرا آپ کا سر سونگھ لوں؟ وہ بولا ہاں ہاں۔ ابو نائلہ رضی اللہ عنہ نے سر میں ہاتھ ڈال کر اچھی طرح پکڑا اور بولے۔ لے لو اللہ کے اس دشمن کو! اتنے میں اس پر کئی تلواریں پڑیں، لیکن کچھ کام نہ دے سکیں۔ یہ دیکھ کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جھٹ سے اپنی کدال لی ور اس کے پیٹرو پر لگا کر چڑھ بیٹھے۔ کدال آر پار ہو گئی۔ اللہ کا یہ دشمن وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حملے کے دوران اس نے اتنی زبردست چیخ ماری کہ گرد و پیش میں ہلچل مچ گئی تھی اور کوئی قلعہ ایسا نہ تھا جس پر آگ روشن نہ کی گئی ہو۔ (لیکن کچھ بھی نہ ہوا)

کاروائی کے دوران حضرت حارثہ بن اوس رضی اللہ عنہ کو بعض ساتھیوں کی تلوار کی نوک لگ گئی تھی جس سے زخمی ہوئے تھے اور ان کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ انہیں اٹھا کر بقیع غرقد پہنچ کر زور سے نعرہ لگایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سن گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ ان لوگوں نے اسے مار لیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اس طاغوت کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل پر حمد و ثنا اور حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کے زخم پر لعاب لگایا جس

سے وہ شفایاب ہو گئے اور آئندہ کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

[طبقات ابن سعد:۳۴/۲،صحیح البخاري۵۷۷/۲، زاد المعاد:۹۱/۲]

◉ غزوہ بنی نضیر [ربیع الاول ۴ھ ہجری]

یہود، اسلام اور مسلمانوں سے جلتے تھے مگر چونکہ مردِ میدان نہ تھے، سازشی اور دسیسہ کار تھے، اس لئے جنگ کی بجائے عداوت کا مظاہرہ کرتے تھے اور مسلمانوں کو عہد و پیمان کے باوجود اذیت دینے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں کرتے تھے۔ البتہ بنو قینقاع کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل سے ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور خوف زدہ ہو کر خاموشی اختیار کر لی اور غزوہ احد کے بعد انہوں نے کھلم کھلا عداوت و بدعہدی کی۔

نبی کریم ﷺ نے سب کچھ جانتے ہوئے صبر سے کام لیا، لیکن رجیع اور معونہ کے حادثات کے بعد یہود کی جسارت حد سے بڑھ گئی اور انہوں نے آپ ﷺ کے خاتمے کا پروگرام بنا لیا۔

نبی کریم ﷺ اپنے چند صحابہؓ کے ہمراہ یہود کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے بنو کلاب کے ان دونوں مقتولین کی دیت میں اعانت کے لئے بات چیت کی (جنہیں حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے غلطی سے قتل کر دیا تھا) ان پر معاہدے کی رو سے اعانت واجب تھی انہوں نے کہا: ابوالقاسم! ہم ایسا ہی کریں گے۔ آپ یہاں تشریف رکھئے ہم آپ کی ضرورت پوری کئے دیتے ہیں۔ آپ ﷺ ان کے گھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی تشریف فرما تھی۔

ادھر یہود تنہائی میں جمع ہوئے باہم مشورہ کیا کہ کیوں نہ نبی ﷺ ہی کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے کہا ''کون ہے جو اس چکی کو اوپر لے جائے اور آپ ﷺ کے سر پر گرا کر آپ ﷺ کو کچل دے۔'' ایک بدبخت یہودی عمرو بن جحاش نے کہا میں...... ان لوگوں سے سلام بن مشکم نے کہا کہ ایسا نہ کرو، کیونکہ خدا کی قسم تمہارے ارادوں کی خبر دے دی جائے گی اور پھر ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد و پیمان ہے اس کی خلاف ورزی بھی ہے، لیکن وہ اپنے اس منصوبے کو عمل میں لانے کے لئے اپنے عزم پر برقرار رہے۔

ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو یہود کے ارادے سے باخبر کیا۔ آپ ﷺ تیزی سے اٹھے اور مدینہ کی طرف چل پڑے بعد میں صحابہؓ بھی آپ ﷺ سے آن ملے اور کہنے لگے آپ ﷺ اٹھ آئے اور ہم سمجھ نہ سکے۔ آپ ﷺ نے بتلایا کہ یہود کا کیا ارادہ تھا؟

مدینہ آ کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بنی نضیر کے پاس روانہ کیا اور انہیں نوٹس دیا کہ تم لوگ مدینہ سے نکل جاؤ تمہیں دس دن کی مہلت دی جاتی ہے اس کے بعد جو شخص پایا جائے گا اس کی گردن مار دی جائے گی۔ اس نوٹس کے بعد یہود کو جلاوطنی کے سوا کوئی چارہ کار سمجھ نہ آیا۔ لیکن اسی دوران عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین نے کہہ بھیجا کہ اپنی جگہ برقرار رہو، ڈٹ جاؤ میرے پاس دو ہزار مردانِ جنگی ہیں جو تمہاری حفاظت میں جان دے دیں گے اور بنو قریظہ بنو غطفان جو تمہارے حلیف ہیں وہ بھی تمہاری مدد کریں گے۔

یہ پیغام سن کر یہود کے اندر خود اعتمادی پلٹ آئی اور انہوں نے طے کرلیا کہ جلاوطنی کی بجائے ٹکر لی جائے گی اور ان کے سردار حیی بن اخطب نے رسول ﷺ کو جوابی پیغام دیا کہ ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلتے جو کرنا ہے کرلیں۔

چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ کو حیی بن اخطب کا جوابی پیغام ملا تو آپ ﷺ نے اور صحابہؓ نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر، اور پھر لڑائی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا انتظام سونپ کر بنونضیر کے علاقے کی طرف روانہ ہوگئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں علم تھا وہاں پہنچ کر علاقے کا محاصرہ کرلیا۔

بنونضیر نے اپنے قلعوں میں پناہ لی اور قلعہ بند رہ کر فصیل سے تیر اور پتھر برساتے رہے چونکہ کھجور کے باغات ان کے لئے سپر کا کام دے رہے تھے اس لئے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان درختوں کو کاٹ کر جلا دیا جائے لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔ اسی کے متعلق اللہ کا یہ ارشاد نازل ہوا۔

﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ [الحشر:۵]

’’تم نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا جنہیں اپنے تنوں پر کھڑا رہنے دیا وہ سب اللہ ہی کے اذن سے تھا ایسا اس لئے کیا گیا تا کہ اللہ ان فاسقوں کو رسوا کرے۔‘‘

جب محاصرہ کرلیا گیا تو بنوقریظہ ان سے الگ رہے۔ عبداللہ بن اُبی نے بھی خیانت کی اور ان کے حلیف بنو غطفان بھی مدد کو نہ آئے۔ اللہ نے اس واقعے کی مثال یوں بیان فرمائی۔

﴿كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ﴾ [الحشر:۱۶]

’’جیسے شیطان انسان سے کہتا ہے کفر کرو اور جب وہ کفر کر بیٹھتا ہے تو شیطان کہتا ہے میں تم سے بری ہوں۔‘‘

محاصرے نے زیادہ طول نہ پکڑا صرف چھ رات یا پندرہ رات جاری رہا اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ کو کہلوا بھیجا کہ ہم مدینہ سے نکلنے کو تیار ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی جلاوطنی کی پیش کش منظور کرلی اور یہ بھی منظور فرمالیا کہ اسلحہ کے سوا باقی جتنا ساز وسامان اونٹوں پر لاد سکتے ہو سب لے کر بال بچوں سمیت چلے جائیں۔

غزوہ بنی نضیر ربیع الاوّل ۴ ہجری میں پیش آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس تعلق سے پوری سورہ حشر نازل فرمائی جس میں یہود کی جلاوطنی کا نقشہ کھینچتے ہوئے منافقین کے طرزِ عمل کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔

[طبقات ابن سعد:۲/۵۷، الرحیق المختوم:۳۰۰]

◉ غزوہ دومۃ الجندل [ربیع الاول 5 ہجری]

رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس ہوئے تو ہر طرف امن وامان قائم ہو چکا تھا اور عرب کی آخری حدود تک توجہ فرمانے کے لئے فارغ ہو چکے تھے اور اس کی ضرورت بھی تھی تا کہ حالات پر مسلمانوں کا غلبہ اور کنٹرول رہے اور دوست، دشمن بھی اس کو محسوس اور تسلیم کرلیں۔

آپ ﷺ کو اطلاعات ملیں کہ شام کے قریب دومۃ الجندل کے گرد آباد قبائل آنے جانے والے قافلوں پر ڈاکے

ڈال رہے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک بڑی جمعیت فراہم کرلی ہے۔ ان اطلاعات کے پیش نظر رسول ﷺ نے سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرما کر ایک ہزار مسلمانوں کی نفری کے ساتھ کوچ فرمایا۔ یہ ۲۵ ربیع الاوّل ۵ ہجری کا واقعہ ہے راستہ بتانے کے لئے بنوعذرہ کا ایک آدمی ساتھ تھا۔

اس غزوے میں آپ ﷺ کا یہ معمول رہا کہ آپ ﷺ رات کو سفر فرماتے اور دن میں چھپے رہتے تا کہ دشمن پر اَچانک اور بے خبری میں ٹوٹ پڑیں۔ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ باہر نکل گئے ہیں، لہٰذا ان کے مویشیوں اور چرواہوں پر ہلہ بول دیا کچھ ہاتھ آئے اور کچھ بھاگنے میں کامیاب ہوگئے۔

جہاں تک دومہ کے باشندوں کا تعلق ہے وہ جدھر منہ آیا بھاگ نکلے جب مسلمان دومہ کے میدان میں اترے تو کوئی نہ ملا۔ آپ ﷺ نے چند دن قیام فرما کر ادھر ادھر متعدد دستے روانہ کئے، لیکن کوئی ہاتھ نہ آیا۔ بالآخر مدینہ پلٹ آئے اس غزوہ میں عیینہ بن حصن (قبیلہ بنی فزارہ کے سردار) سے مصالحت بھی ہوئی۔[طبقات ابن سعد:۶۲/۲]

◉ غزوہ بنولحیان [ربیع الاول 6 ہجری]

بنولحیان وہی ہیں جنہوں نے مقام رجیع میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم کو دھوکے سے گھیر کر آٹھ کو شہید کر دیا تھا اور دو کو اہل مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا تھا جہاں وہ بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ لیکن چونکہ ان کا علاقہ حجاز کے اندر بہت دور حدود مکہ سے قریب واقع تھا، اور اس وقت مسلمانوں اور قریش کے درمیان سخت کشاکش برپا تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ اس علاقے میں اندر تک گھس کر "بڑے دشمن" کے قریب چلے جانا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن کفار کے بہت گروہوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ آپ ﷺ نے محسوس کیا اب بنولحیان سے رجیع مقتولین کا بدلہ لینے کا وقت آ گیا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ربیع الاوّل ۶ ہجری کو دوسو صحابہؓ کی معیت میں ان کا رخ کیا۔ مدینے میں اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا ادھر بنولحیان کو آپ ﷺ کی آمد کی خبر ہوگئی تھی اس لئے وہ پہاڑ کی چوٹیوں پر نکل بھاگے اور ان کا کوئی آدمی گرفت میں نہ آ سکا۔[طبقات ابن سعد:۷۸/۲]

◉ غزوہ ذی قرد (الغابہ) [ربیع الاول 6 ہجری]

ربیع الاوّل ۶ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ الغابہ کا ارادہ فرمایا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی بیس اونٹنیاں جو مدینہ سے باہر 'غابہ' میں چر رہیں تھیں عیینہ بن حصن فزاری نے اونٹوں پر چھاپہ مارا اور چرواہے کو قتل کر کے سارے اونٹ ہانک کر لے گیا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا رباح کو دیا کہ وہ جلدی سے مدینہ میں جا کر حادثہ کی اطلاع دیں اور خود ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف چہرہ کیا اور بلند آواز سے پکارا الفزع الفزع (پریشانی پریشانی) اے اللہ کی جماعت! سوار ہو جاؤ۔ پھر حملہ آوروں کے پیچھے چل نکلے وہ تیر برسا رہے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

خذها، أنا ابن الأكوع　　　والیوم یوم الرّضع

''یہ لے! میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینے کی ہلاکت کا دن ہے۔''

یہ ان پر مسلسل تیر برساتے اور انہیں زخمی کرتے رہے۔ جب دشمن کا کوئی سوار پلٹ کر آتا تو وہ کسی درخت کی اوٹ میں بیٹھ جاتے اور تیر مارتے۔ دشمن پہاڑ کے ایک تنگ راستے میں داخل ہوئے تو یہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور پتھر لڑھکانے لگے یہاں تک کہ انہوں نے سارے اونٹ چھوڑ دیئے، لیکن حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیے رکھا اور تیر مارتے رہے، یہاں تک کہ بوجھ کم کرنے کیلئے دشمن نے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیئے۔ [طبقات ابن سعد:۲/۸۰۔۸۵]

اسی غزوے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کو پیدل اور سوار دونوں کے حصے دیئے اور عصبا اونٹنی پر انہیں اپنے پیچھے بٹھا دیا اور فرمایا: ''آج ہمارے بہترین سوار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور بہترین پیادہ سلمہ رضی اللہ عنہ ہیں۔''

[صحیح البخاري:۳۰۴۱،۴۱۹۴، صحیح مسلم باب غزوہ ذي قرد وغیرھا :۱۸۰۷]

◉ سریہ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ (سریہ غمر) [ربیع الاول 6 ہجری]

عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کو چالیس افراد کی کمان میں ربیع الاوّل ۶ ہجری غمر کی طرف کو روانہ کیا گیا۔ یہ بنو اسد کے ایک چشمے کا نام ہے۔ مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر دشمن بھاگ گیا اور مسلمان ان کے دوسو اونٹ مدینہ ہانک لائے۔ لہٰذا جنگ کی نوبت نہ آئی۔ [طبقات ابن سعد:۲/۸۴]

◉ سریہ کعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (سریہ ذات اطلح) [ربیع الاول 8 ہجری]

بنو قضاعہ نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بہت بڑی جمعیت فراہم کر رکھی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عمیر الغفاری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ربیع الاوّل ۸ ہجری کو صرف ۱۵ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کی طرف روانہ فرمایا۔ جب ان کا سامنا ہوا تو صحابہؓ نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام قبول کرنے کی بجائے ان کو تیروں سے چھلنی کر کے سب کو شہید کر دیا۔ صرف ایک آدمی زندہ بچا جس کو مقتولین کے درمیان سے اٹھا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر سن کر نہایت دکھ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف مہم بھیجنے کا ارادہ فرمایا مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ دوسرے مقام پر منتقل ہو چکے ہیں۔ [طبقات ابن سعد:۲/۱۲۷، رحمۃ للعالمین:۲/۲۳۱]

◉ سریہ شجاع بن وھب اسدی رضی اللہ عنہ (سریہ ذات عرق) [ربیع الاول 8 ہجری]

بنو ہوازن نے بار بار دشمنوں کو کمک پہنچائی تھی اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۵ افراد پر مشتمل ایک دستے کو حضرت شجاع بن وھب اسدی رضی اللہ عنہ کی سالاری میں ربیع الاوّل ۸ ہجری میں ان کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ دشمن کے جانور ہانک لائے، لیکن جنگ اور چھیڑ چھاڑ کی نوبت نہ آئی۔ مال غنیمت کو تقسیم کیا تو ہر ایک کے حصے میں پندرہ اونٹ آئے۔ [طبقات ابن سعد:۲/۱۲۷، رحمۃ للعالمین:۲/۲۳۱]

◉ سریہ ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ [ربیع الاول 9 ہجری]

ربیع الاوّل ۸ ہجری میں نبی کریم ﷺ نے بنوکلاب کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے یہ وفد ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ کی زیرنگرانی روانہ فرمایا تھا،لیکن انہوں نے انکار کرتے ہوئے جنگ چھیڑ دی۔مسلمانوں نے ان کوشکست دی اوران کا ایک آدمی قتل ہوا۔[طبقات ابن سعد:۱۶۲/۲]

◉ سریہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نجران کی طرف [ربیع الاول 10 ہجری]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدن ولید رضی اللہ عنہ کو ربیع الاوّل ۱۰ ہجری میں نجران کے علاقے میں بنی عبدالمدن کی طرف بھیجا۔[طبقات ابن سعد:۱۶۹/۲]

[متفرقات]

◉ غار سے مدینہ کی طرف روانگی [ربیع الاول 1 ہجری]

سوموار کی رات ربیع الاوّل ۱ ہجری کو عبداللہ بن اریقط وعدے کے مطابق دو اونٹنیاں لے کر جبل ثور کے دامن میں آیا اور آپ ﷺ نے مدینہ کی جانب کوچ فرمایا[رحمۃ للعالمین مترجم:۸۷/۱]

اس رات، رات بھر اور پھر آدھے دن تک مسلسل سفر جاری رہا جب راستہ خالی ہوگیا، تو نبی کریم ﷺ نے ایک چٹان کے سائے میں آرام فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گردوپیش کا جائزہ لیا۔ اس دوران ایک چرواہا آیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے دودھ دھوایا اور جب نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کو اتنا دودھ پلایا کہ خوش ہوگئے اور پھر وہاں سے آگے چل پڑے۔[صحیح البخاری:۳۶۱۵،۳۶۵۲،۳۹۱۷]

غالباً دوسرے دن ''اُم معبد'' کے خیمے سے گزر ہوا آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کے پاس کچھ ہے'' اس نے میزبانی سے معذرت کی اور بتلایا کہ بکریاں دور دراز گئی ہوئی ہیں۔ادھر خیمے کے ایک گوشے میں ایک بکری تھی، جسے کمزوری نے ریوڑ سے پیچھے چھوڑ رکھا تھا اور اس میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اجازت لے کر اسے دوھا تو اس نے اس قدر دودھ دیا کہ ایک بڑا سا برتن بھر گیا، جسے ایک پوری جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی۔آپ ﷺ نے سب کو پلایا اور پھر دوبارہ دوہا، برتن بھرا اور اُم معبد کے پاس چھوڑ کر روانہ ہوگئے۔

اس کا شوہر آیا تو دودھ دیکھ کر اسے تعجب ہوا اور اُم معبد نے پورا واقعہ سنایا تو ابومعبد بول اٹھا:

''یہ تو واللہ صاحب قریش ہے۔میرا ارادہ ہے کہ اس کا ساتھ اختیار کروں اور کوئی راستہ ملا تو ضرور ایسا کروں گا۔''

تیسرے روز اہل مکہ نے آواز سنی جو زیریں مکہ سے شروع ہوئی اور بالائی مکہ سے گذر کر نکل گئی لوگوں نے اس کا پیچھا کیا مگر صاحب آواز کو نہ دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔

''اللہ جو لوگوں کا پروردگار ہے، ان دو رفیقوں کو بہترین جزا دے جو اُم معبد کے خیمے میں نازل ہوئے۔''

[زاد المعاد:۵۳/۲،۵۴]

◉ قبا میں تشریف آوری [ربیع الاول 14 نبوت 1 ہجری]

۸ ربیع الاوّل ۱ ہجری پیر کے دن آپ ﷺ قبا میں داخل ہوئے۔ اہلِ یثرب نے جب سے سنا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ چھوڑ دیا ہے روز صبح سے سرراہ ہمہ چشم بن کر بیٹھ جاتے اور جب ٹھیک دوپہر نہ ہوجاتی بیٹھے رہتے۔ یہ ابھی واپس ہی گئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے اور ایک شخص کے پکارنے سے سب جمع ہو گئے اور آفتاب رسالت ﷺ کے گرداگرد نور خیز شعاؤں کی طرح جمع ہو گئے۔

قبا میں اترنے کے بعد آپ ﷺ خاموش بیٹھ گئے۔ اب انصار کا جو آدمی آتا، جس نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو رسول ﷺ سمجھ کر انہی کو سلام کرتا، کیونکہ ان کے بالوں میں سفیدی آچکی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چادر تان کر آپ ﷺ پر سایہ کیا، تب لوگوں نے پہچانا کہ یہ رسول ﷺ ہیں۔ [صحيح البخاري :٣٩٠٦] قبا میں رسول اللہ ﷺ نے چار دن ٹھہر کر مسجد قبا کی بنیاد رکھی اور اس میں نماز ادا کی۔ پھر اللہ کے حکم سے سوار ہوئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے "بنونجار" کے پاس پیغام بھیجا وہ حاضر ہوئے تو ان کی معیت میں آپ ﷺ نے مدینہ کی جانب کوچ کیا۔ [صحيح البخاري:٣٩٣٢]

بنوسالم بن عوف کی بستی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے وہیں بطن وادی میں جمعہ کی نماز پڑھائی جس میں سو کے قریب آدمی شریک تھے۔ [زاد المعاد:٥٥/٢]

◉ مدینہ میں داخلہ [ربیع الاول 1 ہجری]

جمعہ کے بعد مدینہ کا رخ کیا لوگ استقبال کے لئے امنڈ پڑے تھے گھر اور گلی کوچے حمد وثنا سے گونج رہے تھے عورتیں اور بچے، بچیاں نکل نکل کر کہہ رہیں تھیں:

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا ما دعا الله داع
أيها المبعوث فينا جئت بالأمر المطاع

"ہم پر مدینہ کے اطراف سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا، جب تک اللہ کو پکارنے والا پکارے، ہم پر شکر واجب ہے۔ اے ہم میں بھیجے گئے (نبی ﷺ) آپ ﷺ واجب الاطاعت ہیں دین لیکر آئے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ انصار کے جس محلے سے بھی گزرتے وہ آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لیتے اور عرض کرتے کہ تشریف لائیے! مگر آپ ﷺ فرماتے: "اونٹنی کی راہ چھوڑ دو، یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔"

چنانچہ اونٹنی جب اس مقام پر پہنچی جہاں آج مسجد نبوی ہے، تو وہ بیٹھ گئی، لیکن آپ ﷺ نیچے نہیں اترے، یہاں تک کہ وہ اٹھ کر تھوڑی دور تک گئی، پھر مڑ کر دیکھنے کے بعد پلٹ آئی اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نیچے تشریف لائے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جلدی سے آپ ﷺ کا کجاوہ اٹھالیا اور اپنے گھر لے کر چلے گئے۔ [زادالمعاد:٥٥/٢]

◉ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح [ربیع الاول 3 ہجری]

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے آپ رضی اللہ عنہا کی چوتھی اولاد اور تیسری صاحبزادی ہیں زمانہ نبوت سے چار سال قبل آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح بعثت سے قبل عتبہ بن ابولہب کے ساتھ ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اعلانِ نبوت کیا اور ابولہب کی مخالفت کی وجہ سے سورہ لہب نازل ہوئی تو اس نے بیٹے کو مجبور کیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں طلاق ہوگئی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن رقیہ رضی اللہ عنہا رمضان ۲ ہجری میں فوت ہوگئیں تو آنحضرت ﷺ نے ماہ ربیع الاول ۳ ہجری میں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔[الاصابہ:۴۶۰/۸]

◉ وفد بلی [ربیع الاول 9 ہجری]

یہ وفد ربیع الاوّل ۹ ہجری میں مدینہ آیا قبول اسلام کے بعد تین دفعہ مدینہ میں مقیم رہا۔ دوران قیام وفد کے رئیس ابوالصبیب نے دریافت کیا کہ کیا ضیافت بھی اجر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! کسی مالدار یا فقیر کے ساتھ جو بھی اچھا سلوک کرے گا وہ صدقہ ہے اس نے پوچھا مدتِ ضیافت کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تین دن۔ اس نے پوچھا کسی لاپتہ شخص کی گمشدہ بھیڑ بکری مل جائے تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لئے یا پھر کسی بھیڑیئے کے لئے۔ اس کے بعد اس نے گم شدہ اونٹ کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس سے کیا واسطہ ہے؟ اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے۔[طبقات ابن سعد:۳۳۰/۱]

◉ وفد کعب بن حارث [ربیع الاول 10 ہجری]

نبی کریم ﷺ نے جب ربیع الاول ۱۰ ہجری کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ نجران بھیجا تو انہیں حکم دیا کہ جہاد کرنے سے پہلے تین مرتبہ اسلام کی دعوت دیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا جو بنی الحارث بن کعب رضی اللہ عنہ وہاں تھے انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں شرائع اسلام کتاب اللہ وسنت رسول کی تعلیم دی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے اپنے پاس ٹھہرایا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ لوگ بھی ہمراہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ کون ہیں جو ہند کے معلوم ہوتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یہ بنی الحارث بن کعب ہیں۔

ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا کلمہ پڑھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں دس اُوقیہ چاندی عطا فرمائی قیس بن الحقیق کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی، انہی کو رسول اللہ ﷺ نے بنی الحارث بن کعب کا امیر بنایا۔

[طبقات ابن سعد:۳۳۹/۱]

◉ حیات طیبہ کے آخری لمحات [ربیع الاول 11 ہجری]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دوشنبہ کے روز مسلمان نماز میں مصروف تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ ہٹایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو صفیں باندھے

میں مصروف تھے پر نظر ڈالی پھر تبسم فرمایا۔ادھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرلو۔ پھر حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ گرالیا۔[صحيح البخاري:۴۴۴۸]

رسول اللہ ﷺ جس شدید کرب سے دوچار تھے اسے دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے ساختہ پکار اٹھیں۔و اکرب أباہ! ''ہائے اباجان کی تکلیف'' آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ابا پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہیں۔[صحيح البخاري:۴۴۶۲]

ادھر لحہ بہ لحہ تکلیف بڑھتی جارہی تھی اور اس زہر کا اثر بھی ظاہر شروع ہوگیا تھا۔جسے آپ ﷺ کو خیبر میں کھلایا گیا تھا۔چنانچہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! خیبر میں جو کھانا کھایا تھا اس کی تکلیف محسوس کررہا ہوں۔اس وقت مجھے محسوس ہورہا ہے کہ اس زہر سے میری رگ جاں کٹی جارہی ہے۔[صحيح البخاري:۴۴۲۸]

٭نزع کی حالت اور وفات

پھر نزع کی حالت شروع ہوگئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو اپنے سینے اور گلے کے درمیان سہارا دے کر ٹیک لیا اسی دوران ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے ان کے پاس تازہ مسواک تھی آپ ﷺ مسواک کو دیکھنے لگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ اسے چاہتے ہیں ان کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے سر سے اشارہ کیا ہاں! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک لے کر چبائی اور نرم کی پھر آپ ﷺ نے اسے لے کر اچھی طرح مسواک کی۔آپ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا۔آپ ﷺ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرہ پونچھتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے: «لاالٰہ الا اللہ ان للموت سکرات»[صحيح البخاري:۴۴۴۹]

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں موت کے لئے سختیاں ہیں۔''

پھر آپ ﷺ ہاتھ یا انگلی اور نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور دونوں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو آپ ﷺ فرمارہے تھے:

''ان انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ جنہیں تو نے انعام سے نوازا۔اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے 'رفیق الاعلیٰ' میں پہنچا دے، اے اللہ! رفیق الاعلیٰ۔''

آخری فقرہ تین بار دھرایا اور روح پرواز کرگئی، ہاتھ جھک گیا اور آپ ﷺ رفیق الاعلیٰ سے جاملے۔

[صحيح البخاري :۴۴۳۸]

آپ ﷺ نے سوموار کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو رحلت فرمائی[طبقات ابن سعد:۲/۲۷۲]

إنا لله وإنا إليه راجعون

تجہیز و تکفین اور تدفین [13 ربیع الاول 11 ہجری]

منگل کے روز آپ ﷺ کو کپڑے اتارے بغیر غسل دیا گیا غسل دینے والوں میں حضرت عباس، حضرت علی، حضرت عباس کے دو صاحبزادے، رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران، حضرت اسامہ بن زید، اور حضرت اوس ابن خولی رضی اللہ عنہم تھے۔[ابن ماجه:۱۶۲۸، مسند أحمد:۱/۲۶۰]

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی جگہ قبر کھودی، جہاں آپ ﷺ نے وفات پائی تھی منگل کا دن اور بدھ کی بیشتر رات نماز جنازہ پڑھنے میں گزر گئی اس کے بعد رات کے اواخر میں آپ ﷺ کا جسد پاک سپردِ خاک کیا گیا۔

[ابن ماجہ:۱۶۲۸،مسند أحمد:۶۲/۲]

ماہِ ربیع الآخر کے اہم واقعات! [نبوی تا 11 ھجری]

[غزوات وسرایا]

◉ سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ذی القصہ کی جانب [ربیع الآخر 6 ہجری]

نبی کریم ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصہ کی جانب بنی عوان کی جانب بھیجا۔ یہ لوگ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے تو اس قوم نے جو سو آدمی تھے انہیں گھیر لیا۔ کچھ رات تک دونوں گروہوں نے تیر اندازی کی دیہاتیوں نے حملہ کر کے ان سب کو قتل کر دیا، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر گر پڑے ان کو ایسی چوٹ لگی کہ حرکت نہیں کر سکتے تھے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک مسلمان کا گزر ہوا تو انہوں نے انہیں مدینہ پہنچا دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ اس جماعت کی قتل گاہ کی طرف بھیجا، مگر کوئی نہ ملا، انہوں نے اونٹ اور بکریاں پائیں جو ہنکا لائے۔[طبقات ابن سعد:۸۵/۲]

◉ سریہ ابوعبید ابن الجراح رضی اللہ عنہ ذی القصہ کی جانب [ربیع الآخر 6 ہجری]

ربیع الآخر ۶ ہجری میں حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو ذی القصہ کی جانب روانہ کیا، بنو ثعلبہ اور انمار کی بستیاں خشک ہو گئیں اور المراض سے تغلمین تک تالابوں میں خشکی آ گئی المراض یہ مدینہ سے تقریباً چھتیس میل کے فاصلے پر ہے۔ بنو محارب، ثعلبہ اور انمار اسی خشک تالاب کو گئے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ مدینے کے مویشی لوٹ لیں جو مدینے کے پاس مقام ہیف میں چرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو چالیس مسلمانوں کے ہمراہ نمازِ مغرب کے بعد بھیجا یہ لوگ صبح کی تاریکی میں ذی القصہ پہنچے، ان لوگوں پر حملہ کر دیا جو پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے۔ ایک شخص کو پایا اس نے اسلام قبول کر لیا تو چھوڑ دیا۔ ان کے اونٹوں میں چند اونٹ پکڑ لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے خمس نکالا جو بچا وہ انہیں پر تقسیم کر دیا۔[طبقات ابن سعد:۸۶/۲]

◉ سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بن سلیم کی جانب بمقام الجموم [ربیع الآخر 6 ہجری]

نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ربیع الآخر ۶ ہجری میں الجموم میں بنی سلیم کی جانب روانہ فرمایا۔ وہ الجموم پہنچے وہاں قبیلہ مزنیہ کی ایک عورت ملی جس کا نام حلیمہ تھا۔ اس نے بنی سلیم کے ٹھہرنے کے مقامات میں سے ایک مقام بتایا اس مقام پر انہیں اونٹ، بکریاں اور قیدی ملے، انہیں میں حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ کی جان بخشی کی اور اس کا شوہر ہبہ کر دیا۔[طبقات ابن سعد:۸۶/۲]

سریہ علقمہ بن مجزز المدلجی رضی اللہ عنہ [ربیع الآخر ۹ ہجری]

ربیع الآخر ۹ ہجری میں علقمہ بن مجزز المدلجی رضی اللہ عنہ کو حبشہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ ہیں جنہیں دیکھا گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب علقمہ کو ۳۰۰ آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ سمندر میں ایک جزیرے تک پہنچے، سمندر ان کی طرف چڑھ گیا تو وہ لوگ اس سے بھاگے۔

سمندر اتر گیا تو بعض نے اپنے اہل وعیال کی طرف جانے میں عجلت کی تو انہیں اجازت دے دی گئی۔ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے بھی عجلت کی تو ان کو عجلت کرنے والوں پر امیر بنا دیا، عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ اترے کھانا پکانے کے لئے آگ جلانے کا حکم دیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم لوگوں پر مقرر کیا گیا ہوں میرا حکم ہے کہ اس آگ میں کودو ان میں سے بعض کھڑے ہوگئے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ اب یہ لوگ اس آگ میں کود جائیں گے تو کہا بیٹھو میں تو تمہارے ساتھ صرف ہنسی مزاح کرتا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تمہیں کوئی معصیت کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔" [طبقات ابن سعد:۱۶۳/۲]

◉ سریہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ [ربیع الآخر ۹ ہجری]

قبیلہ طے کے بت الفلس کو گرانے کے لئے ربیع الآخر ۹ ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سریہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ۱۵۰ انصار، سو اونٹ اور ۵۰ گھوڑوں پر الفلس کی جانب روانہ کیا تاکہ اسے گرا دیں۔ فجر ہوتے ہی آل حاتم کے محلے پر ایک دم سے ٹوٹ پڑے۔ الفلس کو منہدم کر دیا، انہوں نے اپنے ساتھ قیدیوں، اونٹوں اور بکریوں کو لیا۔ قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی تھی۔ عدی بن حاتم شام کی طرف بھاگ گیا۔ الفلس کے خزانے میں تین تلواریں پائی گئیں ایک کا نام رسوب دوسری کا نام المخذم اور تیسری کا الیمانی تھا آل حاتم کو تقسیم کے بغیر مدینہ لایا گیا۔ [طبقات ابن سعد:۱۶۴/۲]

◉ سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی رضی اللہ عنہ [ربیع الآخر ۹ ہجری]

یہ سریہ ربیع الآخر ۹ ہجری میں عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں عذرہ و بلی کی طرف روانہ ہوا۔

[طبقات ابن سعد :۱۶۴/۲]

☆ ...... ☆ ...... ☆